ماخذ تحقیقی مجلہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-26

OPEN ACCESS

CC BY NC

ساجدہ اسلم

پی۔ایچ۔ڈی اردو اسکالر، دی ویمن یونیورسٹی ملتان۔

اردو ادب میں سوشل و ڈیجیٹل اظہاریے: تنقیدی مطالعہ اور فکری جہات

Sajida Aslam*
Ph.D Urdu Scholar, The Women University Multan.
***Corresponding Author:** sajidarao94@gmail.com

Social and Digital Expressions in Urdu Literature: A Critical Study and Intellectual Dimensions

In the contemporary era, Urdu literature is no longer confined to printed books and traditional publishing channels. Digital and social media platforms have expanded its modes of expression, dissemination and interpretation. Online journals, e-books, literary websites, Facebook fiction, Instagram visual poetry and YouTube videos have together created an electric literary environment that is immediate, visual and publicly accessible. These new literary forms are not merely expressions of personal emotion or entertainment; rather, they foreground pressing social and environmental issues such as gender inequality, class disparity, minority rights, pollution, climate change and water scarcity as central themes of literary engagement. Social media has enabled direct dialogue between reader and writer and it has allowed a new generation to actively participate in literary and critical processes. These writings exhibit a blend of protest aesthetics, intellectual awakening and a yearning for transformation. Although social media literature differs from traditional literary forms in many ways, its social engagement, thematic diversity and role in shaping the intellectual development of younger readers are undeniable. This paper offers a critical exploration of these emerging digital literary practices and identifies a new, dynamic and socially conscious narrative evolving within contemporary Urdu literature.

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-26

Key Words: *Digital Literature; Social Media Expression; Urdu Poetry; Social Awareness; Ecocriticism; Facebook Fiction; Instagram Poetry; YouTube Dialogue; Visual Literature; New Generation; Literary Trends; Public Participation.*

اردو ادب ہمیشہ سے اپنے عہد کی سماجی، تہذیبی اور فکری تبدیلیوں کا آئینہ دار رہا ہے۔ مگر بیسویں صدی کے اختتام اور اکیسویں صدی کی ابتدا نے ادب کی ساخت، رسائی اور اظہار کے وسائل میں جو تغیر پیدا کیا ہے، وہ محض تکنیکی انقلاب نہیں بلکہ فکری اور ثقافتی منظرنامے میں ایک ہمہ جہتی تبدیلی کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ یہ تبدیلی صرف لکھنے کے طریقوں یا پڑھنے کے وسیلوں میں نہیں آئی بلکہ اس نے ادبی تخلیق کے مفہوم، قاری کے کردار اور ادب کے سماجی فریضے پر بھی نئے سوالات اٹھائے ہیں۔ ڈیجیٹل دنیا کا پھیلاؤ اور سوشل میڈیا کی وسعت نے ابلاغ و اظہار کو نہ صرف تیز تر اور بین المتنی بنا دیا ہے بلکہ اس نے ادب کو مروجہ اشاعتی نظام کی مرکزیت سے نکال کر ایک ایسا غیر مرکزیت یافتہ، فوری اور جُزوی اظہار بنا دیا ہے، جہاں ہر فرد ایک ممکنہ تخلیق کار بھی ہے اور نقاد بھی۔ اسی فکری تناظر میں ناصر عباس نیّر لکھتے ہیں:

> ”عالمگیریت نے صرف اشیا کی بلا روک ٹوک کی ہر جگہ ترسیل کو ممکن نہیں بنایا، (سوشل میڈیا کے ذریعے خصوصاً) خیالات کی ہمہ گیر ترسیل کی راہ بھی ہموار کی ہے۔“[1]

اس نئی صورت حال میں ادب ایک ایسا فکری مظہر بن کر سامنے آتا ہے جو بیک وقت ذاتی اور اجتماعی، بصری اور متنی، وقتی اور نظریاتی سطحوں پر اپنا اظہار کرتا ہے۔ یہی بدلتا ہوا سیاق اس سوال کو جنم دیتا ہے کہ اردو ادب ان نئے اظہاری ذرائع کے ساتھ کس طرح ہم آہنگ ہو رہا ہے؟ اور یہ کہ کیا ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا کے یہ ذرائع محض تخلیقی اظہار کے متبادل وسیلے ہیں یا وہ خود بھی کسی نئے فکری نظام کا حصہ بن چکے ہیں؟ ان تبدیلیوں نے جن معاشرتی، تہذیبی اور ماحولیاتی تناظرات کو جنم دیا ہے، ان کا اردو ادب میں کس حد تک عکس ملتا ہے؟ کیا اردو ادب ان وسیلوں کے ذریعے نئی بیداری، آگہی، یا مزاحمت کی کسی شکل کو جنم دے رہا ہے، یا یہ سب کچھ محض فوری اور غیر مستقل اظہار کی ایک سطحی صورت ہے؟ ان ہی بنیادی سوالات کی روشنی میں اس تحقیقی مقالے میں اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ اردو ادب کس طرح ڈیجیٹل اور سوشل میڈیائی تناظر میں نئے فکری اور اظہاری امکانات کو دریافت کر رہا ہے۔ تاہم ان مباحث کو پوری وضاحت اور تنقیدی وسعت کے ساتھ سمجھنے کے لیے لازم ہے کہ پہلے اس تبدیلی کے بنیادی خدوخال کو شناخت کیا جائے اور پھر اردو ادب کے تناظر میں اس کے اثرات کو تہہ در تہہ کھولا جائے۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-26

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے علم و ادب کے اظہار اور ترسیل کے ایسے ذرائع فراہم کیے ہیں جنھوں نے روایتی ادبی اور علمی ڈھانچوں کو چیلنج بھی کیا ہے اور وسعت بھی دی ہے۔ برقی اشاعت نے نہ صرف طباعت کے اخراجات، وقت اور مقام کی قیود کو توڑا ہے بلکہ اس نے ایک ایسا عالمگیر ادبی ماحول پیدا کیا ہے جس میں اردو زبان و ادب کے قاری کو بین الاقوامی سطح پر علمی و تخلیقی سرمائے تک رسائی حاصل ہو گئی ہے۔ اب آن لائن جرائد، ادبی ویب سائٹس، ای-بکس، مقالہ جات، تحقیقی کتب اور تراجم صرف جامعات یا کتب خانوں تک محدود نہیں رہے بلکہ موبائل فون یا لیپ ٹاپ کی ایک اسکرین پر ہر وقت میسر ہیں۔ یہ وسعت محض سہولت نہیں بلکہ وہ تبدیلی ہے جس نے علم اور ادب کو جغرافیائی سرحدوں، طبقاتی تفریق اور ادارہ جاتی اختیار سے آزاد کر دیا ہے۔ ڈیجیٹل دنیا میں یہ آزادی صرف قاری کے لیے نہیں بلکہ مصنف، ناقد اور محقق کے لیے بھی ایک نئے باب کا آغاز ہے۔ جہاں پہلے اشاعت کے مراحل میں درکار مالی وسائل، رسائی کے محدود مواقع اور ادارتی فیصلہ سازی تخلیق کے عمل کو سست یا محدود کرتی تھی، وہیں اب خود اشاعت، اوپن ایکسس (open access)اور آزاد ادبی فورمز نے ایسے متعدد ادیبوں، محققین اور قارئین کو سامنے آنے کا موقع دیا ہے جن کی آوازیں ماضی میں دب جایا کرتی تھیں۔ یہ وہی ادبی تناظر ہے جس میں نوجوان لکھنے والے اب بغیر اشاعتی اداروں کی منظوری کے اپنی تحریریں وسیع حلقے تک پہنچانے میں کامیاب ہو رہے ہیں اور وہ بھی بین الاقوامی سطح پر۔ اس تبدیلی کو ساجد حمید کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

> "انٹرنیٹ کیفے کے بعد ہم ایک قدم اور آگے بڑھا کر ابلاغ کے جدید دور میں داخل ہو گئے ہیں جسے عرفِ عام میں 'انفارمیشن ٹیکنالوجی' کہا جاتا ہے۔۔۔ آج ادیبوں کو باہم مل بیٹھنے کے لیے دور دراز علاقوں کا سفر طے کرنے کی ضرورت نہیں، نہ ہی ڈاک کے ذریعے خطوط اور مراسلے روانہ کرنے کی حاجت اور نہ ہی جرائد اور کتب کی عدم دستیابی کا مسئلہ باقی رہا ہے۔ آج آپ چاہے دنیا کے کسی بھی کونے میں ہوں، ایک ہی وقت میں لاکھوں لوگوں کے ساتھ اپنی تخلیقات کا تبادلہ کر سکتے ہیں اور ان کے تجزیے اور تبصروں سے مستفید ہو سکتے ہیں۔"[۲]

اس طرح سوشل میڈیا کی صورت میں جو اظہاری خلا پہلے موجود تھا، وہ اب بھر چکا ہے۔ فیس بک، ٹوئٹر، انسٹاگرام، یوٹیوب اور ٹک ٹاک جیسے پلیٹ فارمز نے نہ صرف تخلیقی اظہار کو فوری اور جُزوی بنا دیا ہے بلکہ اس میں ایک جاندار بصری اور بین المتنی پہلو بھی شامل کر دیا ہے۔ فیس بک پر تحریری اظہاریوں کے ساتھ تبصروں،

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-26

مکالموں اور فکری ردعمل کی صورت میں ایک فعال ادبی حلقہ تشکیل پاتا ہے جو روز بروز وسعت اختیار کر رہا ہے۔ یہی حال انسٹاگرام پر بصری شاعری یا یوٹیوب پر ماحولیاتی اور فکری ویڈیوز کا ہے، جنہوں نے نہ صرف ادب کو نئی اصناف اور اظہار کے نئے اسالیب سے روشناس کرایا ہے بلکہ قارئین کو ان تخلیقات کا براہ راست اور فوری حصہ بھی بنایا ہے۔ ان پلیٹ فارمز میں ٹوئیٹر کی حیثیت نسبتاً سنجیدہ اور مختصر بیانیے کے مؤثر وسیلے کے طور پر تسلیم کی جاتی ہے۔ تعلیمی اور ادبی حلقوں میں اس پلیٹ فارم کو نہ صرف معلومات کی فوری ترسیل بلکہ طلبہ و طالبات کی ادبی کارکردگیوں کو اُجاگر کرنے کا ذریعہ بھی سمجھا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے خواجہ محمد اکرام الدین لکھتے ہیں:

> ”مختصر اور سنجیدہ بیانات کا یہ وسیلہ نسبتاً زیادہ معتبر سمجھا جاتا ہے۔ اس وسیلے کو بھی اگر اتفاق واتحاد اور منصوبہ بند طریقے سے اردو کے لیے استعمال کریں تو بہت کار آمد نتائج بر آمد ہوں گے۔ اس میں اردو کے نئے رویے اور رجحانات، تدریس کی حصول یابیاں اور طلبہ و طالبات کی کارکردگیوں کو اجاگر کر سکتے ہیں۔“[۳]

سوشل میڈیائی اظہار کی ایک اور اہم جہت وہ تعلق ہے جو مصنف اور قاری کے درمیان قائم ہوا ہے۔ روایتی ادب میں جہاں مصنف کی تحریر قاری تک تاخیر سے پہنچتی تھی اور ردعمل اکثر محدود یا رسمی ہوتا تھا، وہیں اب ایک ایسا تخلیقی و تنقیدی مکالمہ وجود میں آ چکا ہے جس میں قاری کی رائے، تنقید، سوال اور اشتراک سب کچھ لمحوں میں ممکن ہو چکا ہے۔ اس عمل نے نہ صرف مصنف کی حساسیت میں اضافہ کیا ہے بلکہ قاری کو بھی ایک باخبر اور فعال شریک میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہ اظہاری صورتیں، چاہے وہ ڈیجیٹل ہوں یا سوشل میڈیائی، محض تکنیکی سہولتوں کی نمائندہ نہیں بلکہ وہ نئے فکری رجحانات کا اشاریہ بھی ہیں جو ادب کی زبان، موضوع، ساخت اور قاری کے تصور کو از سر نو تشکیل دے رہے ہیں۔ ان رجحانات کا اصل تنقیدی مطالعہ تب ہی ممکن ہے جب ہم ان کے اندر پوشیدہ سماجی، ثقافتی اور نظریاتی مظاہر کو سنجیدگی سے پرکھیں۔ اس تناظر میں مجنوں گورکھپوری کا یہ تصورِ ادب نہایت بصیرت افروز ہے، جو عصری ادب کے لیے ایک فکری رہنما اصول فراہم کرتا ہے:

> ”کامیاب ترین ادب وہ ہے جو حال کا آئینہ اور مستقبل کا اشاریہ ہو۔ جس میں واقعیت اور تخلیلیت، افادیت اور جمالیت ایک آہنگ ہو کر ظاہر ہوں، جس میں اجتماعیت اور انفرادیت دونوں مل کر ایک مزاج بن جائیں، جو ہمارے ذوقِ حسن اور ذوقِ عمل دونوں کو ایک ساتھ آسودہ کر سکے۔ اب تک ادب جو کچھ بھی رہا ہو، لیکن اب اس کو یہی ہونا ہے۔“[۴]

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-26

ادب کی بنیادی فطرت یہی رہی ہے کہ وہ صرف حسنِ اظہار یا فکری تجرید تک محدود نہ رہے بلکہ اپنے عہد کے سوالات، تضادات اور ناہمواریوں کو بیان کرنے اور ان پر ردِ عمل دینے کا ایک موثر وسیلہ بنے۔ یہی فطرت آج کے سوشل میڈیائی اور ڈیجیٹل اردو ادب میں بھی جلوہ گر ہے، جہاں نہ صرف انفرادی اظہار کی وسعت ہے بلکہ اجتماعی مسائل کی بازگشت بھی سنائی دیتی ہے۔ موجودہ عہد میں ادب محض جمالیاتی یا رومانی موضوعات تک محدود نہیں رہا بلکہ اس نے ظلم، جبر، استحصال اور ماحولیاتی بقا جیسے سوالات کو اپنی بیانیہ ساخت میں جگہ دی ہے۔ مجنوں گورکھپوری ادب اور سماج کے اس تعلق کو ان الفاظ میں واضح کرتے ہیں: ”ادب انسان کے جذبات و خیالات کا ترجمان ہے، اور انسان کے جذبات و خیالات تابع ہوتے ہیں زمانے اور ماحول کے۔ جیسا دور اور جیسی معاشرت ہو گی ویسے ہی جذبات و خیالات ہوں گے اور پھر ویسا ہی ادب ہو گا۔“[۵]

ڈیجیٹل اور سوشل میڈیائی اردو ادب میں سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ یہ ادب سماجی ناانصافیوں کے خلاف ایک فکری مزاحمت کے طور پر ابھرا ہے۔ صنفی امتیاز کے خلاف آواز اٹھاتی نظموں، طبقاتی تقسیم کو نمایاں کرتے فلیش فکشن، اقلیتوں کے تحفظ کا مطالبہ کرتے مکالموں اور آزادیِ اظہار پر قدغنوں کے خلاف تنقیدی تبصروں میں وہ شدید جذبہ موجود ہے جو کسی فکری تحریک کی بنیاد بن سکتا ہے۔ فیس بک کی پوسٹس، بلاگز اور یوٹیوب چینلز پر اس قسم کی تخلیقات محض احتجاج کا اظہار نہیں بلکہ شعور کی ایک مسلسل اور متحرک روایت کی علامت ہیں۔ ان میں وہ تجرباتی شدت، فکری آگہی اور اخلاقی وابستگی موجود ہے جو ادب کو صرف تفنن یا بیان کی سطح سے نکال کر ایک فعال ادبی و سماجی عمل میں تبدیل کر دیتی ہے۔ سوشل میڈیا کی فوری اور بصری ساخت نے ان اظہاریوں کو اور بھی مؤثر بنا دیا ہے۔ ظلم کے کسی واقعے پر لمحوں میں تخلیق ہونے والا شعری ردِ عمل یا کسی ماحولیاتی المیے پر بننے والی بصری ویڈیو ایک مکمل ادبی و فکری اظہاریہ بن کر سامنے آتی ہے، جو محض معلومات کی ترسیل نہیں بلکہ فکری تفاعل کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ اس طرح کے اظہاریے معاشرتی بے حسی کے خلاف بیداری پیدا کرتے ہیں اور قاری کو صرف تماشائی نہیں بلکہ ذمہ دار فکری شریک میں بدلنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ علامہ اقبال نے اس تخلیقی توانائی کو کچھ اس طرح بیان کیا تھا:

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-26
ماخذ تحقیقی مجلّہ

وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عمرِ جاوداں پیدا[۲]

اسی تناظر میں ماحولیاتی شعور کا ادبی اظہار یہ بھی خاص توجہ کا طالب ہے۔ ماضی میں اردو ادب میں فطرت کا ذکر جمالیاتی یا تمثیلی پیرائے میں ہوتا تھا، لیکن اب اس کا رخ ماحولیاتی بحران، آلودگی، جنگلات کی کٹائی، پانی کی کمی اور حیاتیاتی تنوع کے زوال جیسے ٹھوس اور پیچیدہ مسائل کی طرف ہوا ہے۔ یوٹیوب پر بنائی گئی ڈاکومنٹری طرز کی ویڈیوز، انسٹاگرام پر بصری نظموں اور ٹک ٹاک جیسے پلیٹ فارمز پر کیے جانے والے مختصر بیانیے ماحولیاتی آگہی کے نئے اظہاری نمونے ہیں۔ یہ وہ ادب ہے جو کاغذ کی حدوں سے باہر نکل کر معاشرتی حسیات کو جھنجھوڑتا ہے اور ماحول کو صرف منظر کے طور پر نہیں بلکہ زندگی کی شرط کے طور پر پیش کرتا ہے۔

یہ اظہار یے روایتی تنقید کے لیے نئے چیلنج بھی پیدا کرتے ہیں کہ ان کی صنفی شناخت کیا ہے؟ ان کا فکری وزن کس قدر ہے؟ اور کیا ان میں وہ دیرپا تاثیر موجود ہے جو ادب کا بنیادی وصف ہے؟ ان سوالات پر تنقیدی گفتگو ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے، مگر یہ طے ہے کہ ان نئے اظہاریوں نے اردو ادب کو نہ صرف وسعت دی ہے بلکہ اسے عصری شعور سے بھی جوڑ دیا ہے۔ وہ ادب جو کبھی صرف کتابوں میں محفوظ تھا، اب ایک فعال فکری تحریک کا روپ دھار رہا ہے، جو سماج اور ماحول دونوں کے تئیں اپنی ذمہ داری کا احساس دلانے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔

ادب کے تاریخی سفر میں نسلوں کا تسلسل صرف حیاتیاتی یا زمانی حقیقت نہیں رہا بلکہ ایک فکری، تہذیبی اور تخلیقی روایت کی منتقلی کا عمل بھی رہا ہے۔ مگر آج جب ادب کی تشکیل، ترسیل اور ترجمہ کاری کے ذرائع تیزی سے بدل رہے ہیں، تو اس تبدیلی میں نئی نسل کا کردار محض ایک قاری یا سامع کا نہیں بلکہ فعال شریک، تشکیل دینے والے اور تنقیدی مکالمہ پرداز کا بن چکا ہے۔ ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا نے اردو ادب کی اس نسل کو نہ صرف اظہار کا موقع فراہم کیا ہے بلکہ ادب کے مفہوم، اس کی ساخت، اسالیب اور موضوعات کے تعین میں بھی شریک کر لیا ہے۔

نئی نسل جو بصری اظہار، مختصر بیانیے اور فوری رابطے کی فضا میں پروان چڑھی ہے، اس نے روایتی ادبی معیارات کو نہ صرف سوالات کا نشانہ بنایا ہے بلکہ ان میں رد و بدل کی جرات بھی کی ہے۔ سوشل میڈیا پر نوجوان لکھاری جس طرح کی تحریریں، شاعری، مختصر کہانیاں اور بصری تخلیقات پیش کر رہے ہیں، ان میں روایتی صنفی، تہذیبی اور فکری حدود کا عبور نظر آتا ہے۔ وہ زبان کے رسمی جبر سے آزاد، اسلوب کے پابند معیار سے بے نیاز اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-26

ماخذ تحقیقی مجلہ

قاری سے براہِ راست مکالمے کے حامی ہیں۔ ان کی تحریریں اپنے اندر اس کثیر رخی معاشرتی حقیقت کا عکس لیے ہوئے ہیں جو ان کی روزمرہ زندگی کا حصہ ہے۔

اسی تبدیلی کا ایک اہم پہلو عوامی شمولیت ہے۔ اردو ادب جو کبھی مخصوص اشرافی ادبی حلقوں اور جامعاتی تنقید تک محدود تھا، اب عام قاری، ناظر، سامع اور تبصرہ نگار کی سطح تک آ چکا ہے۔ سوشل میڈیا پر ادبی مواد کی فوری اشاعت، براہِ راست تبصرے، رائے دہی اور اشتراک نے قاری کو ادب کی تشکیل کا غیر رسمی مگر مؤثر شریک بنا دیا ہے۔ یہ شمولیت صرف خواندگی کی بنیاد پر نہیں بلکہ ذوق، تجربے اور سماجی حساسیت کی بنیاد پر بھی قائم ہو رہی ہے۔ فیس بک پر ہونے والی ادبی گفتگو، یوٹیوب کے لائیو سیشنز، انسٹاگرام پر ہونے والی بصری شاعری کی نمائش اور ٹوئٹر پر ہونے والے مختصر تنقیدی مکالمے ایک ایسی جمہوری ادبی فضا کی علامت ہیں جہاں ادب نہ صرف پڑھا جاتا ہے بلکہ اس پر بات بھی کی جاتی ہے۔

اس تبدیلی نے تنقید کے نئے دائرے بھی قائم کیے ہیں۔ اب ادبی معیار صرف تنقیدی مقالے یا رسالوں میں شائع تبصروں سے متعین نہیں ہوتا بلکہ عوامی رائے، اشتراک اور اجتماعی مکالمے کے نتیجے میں بھی تشکیل پاتا ہے۔ یہ عمل ادب کو زندہ، متحرک اور ہم عصر بناتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ نئے چیلنجز بھی پیدا کرتا ہے۔ مثلاً معیار اور مقبولیت کے باہمی تعلق، شہرت اور فکری گہرائی کے مابین توازن اور فوری ردِ عمل و دیرپا اثر کے فرق کا تنقیدی تجزیہ۔ نئی نسل کی یہ شمولیت صرف ادبی اظہار کی ترسیل تک محدود نہیں بلکہ وہ موضوعات کی انتخاب میں بھی تبدیلی لا رہی ہے۔ ان کا جھکاؤ صنفی شناخت، ذہنی صحت، موسمیاتی بحران، سماجی انصاف اور اظہار کی آزادی جیسے موضوعات کی طرف ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جو روایتی اردو ادب میں شاید ضمنی طور پر آئے ہوں، لیکن اب ان کے گرد مکمل بیانیہ تشکیل پا رہا ہے، جس میں نئی نسل کی آواز نمایاں، جرات مند اور فکری طور پر واضح ہے۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ اردو ادب میں جو تبدیلی رونما ہو رہی ہے وہ محض اصناف یا تکنیک کی تبدیلی نہیں بلکہ فکری قیادت کے مرکز کا منتقل ہونا ہے۔ اور یہ منتقلی ادب کے لیے کسی بحران کا نہیں بلکہ ایک نئی بیداری، نئی وسعت اور نئی جمالیات کے آغاز کا اشارہ ہے۔ جس میں نئی نسل اور عوام دونوں بطور شریکِ کار موجود ہیں۔ اس فکری تناظر میں شاہ دین ہمایوں کے یہ اشعار آج کے ادیب کے لیے مؤثر اور متعلقہ محسوس ہوتے ہیں:

اُٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-26

ماخذ تحقیقی مجلہ

اک تم کہ جم گئے ہو جمادات کی طرح
اک وہ کہ گویا تیر کماں سے نکل گیا؎

ہر وہ ادبی رجحان جو روایت سے ہٹ کر نئی سمت میں بڑھتا ہے، وہ نہ صرف اپنے ساتھ امکانات لاتا ہے بلکہ تنقیدی سوالات بھی جنم دیتا ہے۔ ڈیجیٹل اور سوشل میڈیائی اردو ادب کو بھی اسی تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ ادب ایک طرف جہاں نئی تخلیقی جہتوں، متنوع اظہاری صورتوں اور جمہوری فکری شرکت کو فروغ دیتا ہے، وہیں دوسری طرف یہ ادب اپنی نوعیت، پائیداری، گہرائی اور معیار کے حوالے سے سوالات کی زد میں بھی ہے۔ اس لیے سوشل اور ڈیجیٹل ادب کو صرف تحسین یا تنقید کے ایک زاویے سے دیکھنا اس کے فطری ارتقا کو محدود کر دینے کے مترادف ہو گا۔ تنقیدی زاویے سے دیکھا جائے تو سب سے پہلا سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ ادب اپنی ساخت اور مواد میں وہ فکری گہرائی اور جمالیاتی پختگی رکھتا ہے جو کسی ادبی متن کو "ادبِ عالیہ" کے درجے تک لے جا سکتی ہے؟ یا یہ محض وقتی ردعمل، ذاتی تجربے یا تاثراتی بیانیے کی شکل ہے جس کی عمر محدود اور دائرۂ اثر غیر مستحکم ہے؟ ان سوالات کا جواب تلاش کرنے کے لیے ہمیں اس نئے ادب کی بین السطور معنویت، اسلوب کی جدت، فکری تسلسل اور تنقیدی امکانات کا تفصیل سے جائزہ لینا ہو گا۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ سوشل میڈیائی ادب نے 'ادب اور زندگی' کے فاصلے کو کم کیا ہے۔ یہ ادب براہِ راست زندگی سے مکالمہ کرتا ہے؛ اس میں نہ وہ لسانی تزئین ہوتی ہے نہ پیچیدہ علامتی نظام، لیکن وہ فوری اثر، انسانی تجربے کی شدت اور اخلاقی صداقت سے لیس ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی نقاد اب اسے "ادب کے جمہوری فیز" سے تعبیر کرتے ہیں، جہاں ادیب، قاری اور ناقد سب ایک ہی دائرے میں شریکِ مکالمہ ہو جاتے ہیں۔ یہ مکالمہ بسا اوقات فکری مغالطے، سطحیت یا جذباتی شدت کا شکار بھی ہو سکتا ہے، مگر اس میں موجود زندگی کی دھڑکن اور عصری شعور ان خامیوں پر غالب آ جاتے ہیں۔

یہ تبدیلی روایتی اردو تنقید کے لیے بھی ایک امتحان ہے۔ کلاسیکی تنقید جو زبان و بیان، صنفی جمالیات یا موضوعاتی مرکزیت پر زور دیتی تھی، اب اسے ایک ایسے ادب کا سامنا ہے جو صنف سے زیادہ اظہار کی کیفیت پر زور دیتا ہے اور جس میں میڈیم خود پیغام بن گیا ہے۔ لہٰذا تنقید کو اب صرف متن کی ساخت یا اسلوب کے بجائے اس کی سماجی فعالیت، قاری سے تعلق اور تبدیلی کی قوت کو بھی تجزیے کا حصہ بنانا ہو گا۔ یہی وہ نکتہ ہے جہاں سوشل میڈیائی ادب تنقید کو از سرِ نو اپنا دائرہ کار متعین کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اس تناظر میں اردو ادب پر ان اثرات کو دو سطحوں

ماخذ تحقیقی مجلّہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-26

پر دیکھا جاسکتا ہے: ایک تخلیقی اثر، جس میں نئی اصناف، اسالیب اور اظہاری سانچے سامنے آرہے ہیں، جیسے کہ بصری شاعری، مختصر ویڈیو افسانے، فلیش فکشن اور ڈیجیٹل خود نوشت وغیرہ۔ دوسرا ادبی رویے کا اثر، جس میں قاری محض پڑھنے والا نہیں بلکہ شریکِ فکر و اظہار بن چکا ہے؛ اور ادیب تنہا فرد نہیں بلکہ ایک برادری کا فعال رکن بن چکا ہے۔ یہ دونوں سطحیں اردو ادب کو ایک ایسی سمت میں لے جارہی ہیں جہاں ادب محض کتابی نہیں بلکہ زندگی سے مربوط، لمحہ بہ لمحہ ردِ عمل دینے والا اور بیدار اجتماعی شعور کا ترجمان بن رہا ہے۔ یہ کوئی وقتی رجحان نہیں بلکہ ایک فکری و ثقافتی ارتقاء ہے، جسے اردو ادب کے نقاد، محقق اور قاری کو سمجھنا، پرکھنا اور اختیار کرنا ہوگا۔ بصورتِ دیگر وہ ادب کے اس نئے سفر سے کٹ کر محض یادداشت کا حصہ رہ جائیں گے۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اس فکر کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

> ''جہاں بعض لوگ بعض رجحانات یا نظریات کا بت بنالیتے ہیں یا ان سے اس حد تک وابستہ ہو جاتے ہیں کہ ان خیالات کو دنیا کی آخری سچائی سمجھ لیتے ہیں، وہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو عمروں کے فرق کے باوجود اپنی کشادہ نظری کی بدولت سچ کی جستجو میں نہ صرف نئے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں بلکہ خود بھی بدلتے ہیں اور نئے کی افہام و تفہیم میں بھی حصہ لیتے ہیں۔ گویا زمانی بُعد فقط زمانی ہی نہیں ہوتا یہ ذہنی بھی ہوتا ہے۔''[۸]

عصرِ حاضر کے اردو ادبی منظر نامے میں ڈیجیٹل اور سوشل میڈیائی اظہار محض امکانات کا میدان نہیں رہا بلکہ اس نے ایک ایسی متحرک ادبی فضا تشکیل دی ہے جس میں روزانہ کی بنیاد پر نئے تخلیقی رجحانات، اظہاری اسالیب اور تنقیدی مکالمے سامنے آرہے ہیں۔ آن لائن ادبی مجلات جیسے ''ادبی کارواں''، ''ادبی مجلہ''، ''حرفِ معتبر'' اور ''آج کا ادب'' مستقل بنیادوں پر نئی نظموں، افسانوں، تحقیق و تنقید اور عالمی ادب کے تراجم کی اشاعت کررہے ہیں۔ ان میں شائع ہونے والی تحریریں محض جمالیاتی اظہار نہیں بلکہ عصرِ حاضر کے پیچیدہ سماجی، تہذیبی اور نفسیاتی مسائل کو ادب کا موضوع بنارہی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اردو زبان میں ای بکس اور خود اشاعت (self-publishing) کے پلیٹ فارمز جیسے ''ریڈرز کلب'' اور ''اردو پوائنٹ بکس'' نے متعدد نوجوان مصنفین کی کتابوں کو نہ صرف جگہ دی ہے بلکہ قارئین کے براہِ راست تبصروں کے ذریعے ان کی تخلیقی تربیت کا ذریعہ بھی بنایا ہے۔

فیس بک اور انسٹاگرام پر روزانہ درجنوں نینو فکشن، فلیش فکشن اور ادبی خاکے سامنے آتے ہیں جن میں سماجی جبر، ذہنی دباؤ، صنفی کشمکش، مذہبی منافرت، مہنگائی، تعلیم اور روزگار جیسے موضوعات پر نہایت مختصر مگر مؤثر انداز میں لکھا جارہا ہے۔ ان میں بعض تحریریں اپنی شدت، علامت نگاری اور تجریدی گہرائی کی بنا پر کلاسیکی افسانوی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-26

ماخذ تحقیقی مجلہ

بیانیے سے کسی طور کم نہیں ہوتیں۔ مثلاً فیس بک پر لکھنے والی نئی آوازیں روزمرہ زندگی کے تلخ ترین تجربات کو چند جملوں یا ایک پیراگراف میں اس طرح سمیٹتی ہیں کہ قاری ایک گہری فکری کیفیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نئی شائع شدہ کتب پر سوشل میڈیا پر ہونے والے تنقیدی تبصرے اور تجزیے ،خواہ وہ کسی شاعر کی نظموں پر ہوں یا کسی ناول نگار کے نئے بیانیے پر ، قاری کو ایک نئی تنقیدی سمت عطا کرتے ہیں۔ ان تبصروں میں صرف تعریف یا تنقید نہیں ہوتی بلکہ اسلوب، فکر، ساخت اور موضوعاتی تہہ داری پر بات کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ناصر عباس نیّر کے افسانوں "جب تک ہے زمین" یا خالد جاوید کے ناول "موت کی کتاب" پر سوشل میڈیا پر ہونے والے تبصرے ادبی مکالمے کی اس نئی جہت کو ظاہر کرتے ہیں جس میں قاری، محقق اور تخلیق کار سب شریک ہوتے ہیں۔

یہ عمل محض تبادلہ ٔخیال تک محدود نہیں۔ نوجوان نسل خاص طور پر وہ جو رسمی تعلیم کے دائرے میں محصور رہے، ان تحریروں اور مباحث سے غیر محسوس انداز میں علمی و فکری تربیت حاصل کر رہی ہے۔ وہ ادب کے صرف نصابی تصورات تک محدود نہیں رہتی بلکہ اردو ادب کے معاصر رجحانات، عالمی فکری مباحث اور تنقیدی رویوں سے آگاہ ہوتی ہے۔ اس طرح سوشل میڈیا ادبی شعور کو ایک جمہوری اور غیر رسمی میدان میں وسعت دے رہا ہے، جہاں سیکھنے کا عمل مسلسل، باہمی اور زندہ ہے۔ یہ تمام مثالیں اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اردو ادب محض طباعت اور اشاعت کے ذریعے نہ سیکھا جارہا ہے، نہ پڑھا جارہا ہے بلکہ ایک نیا ادبی کلچر تشکیل پارہا ہے جو تحریر، قاری، ردعمل اور مکالمے کے باہمی تعامل پر استوار ہے۔ اور یہی وہ عنصر ہے جو اس ادبی رجحان کو صرف وقتی مظہر نہیں بلکہ مستقل تبدیلی کی طرف اشارہ بناتا ہے۔

اس تحقیقی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اردو ادب جو کبھی صرف مکتوب، اشاعتی اور روایتی ادارتی دائروں تک محدود تھا، اب ایک نئی فکری، فنی اور اظہاری وسعت کے ساتھ ڈیجیٹل اور سوشل میڈیائی دنیا میں متحرک ہو چکا ہے۔ اس تبدیلی کا اثر محض تکنیکی یا طرزِ اظہار کی سطح تک محدود نہیں بلکہ یہ ادب کے فکری خدوخال، اس کی سماجی فعالیت، قاری کی شمولیت اور تنقیدی رویے تک پھیلا ہوا ہے۔ نیز ڈیجیٹل ادب (جس میں آن لائن رسائل، ای-بکس، تحقیقی مقالہ جات اور علمی کتب شامل ہیں) نے اردو ادب کو بین الاقوامی سطح پر قابلِ رسائی اور بین المتنی بنا دیا ہے۔ اس سے نہ صرف علم کی مرکزیت کو چیلنج کیا گیا ہے بلکہ نو آموز محققین، مصنفین اور قارئین کے لیے سیکھنے اور شریک ہونے کے دروازے بھی کھل گئے ہیں۔ اسی طرح سوشل میڈیائی اظہار (بالخصوص فیس بک، انسٹاگرام، یوٹیوب اور دیگر پلیٹ فارمز) نے ادبی اظہاریوں کو نئی زبان، نئی ساخت اور نئے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-26

دائرۂ اثر کے ساتھ متعارف کرایا ہے۔ ان اظہاریوں میں نہ صرف فرد کے جذبات، تجربات اور سوچ کی ترجمانی ہوتی ہے بلکہ وہ اجتماعی شعور، ماحولیاتی آگہی اور سماجی ناانصافیوں کے خلاف فکری مزاحمت کا روپ بھی اختیار کرتے ہیں۔

سوشل میڈیا نے نئی نسل کو صرف قاری کے طور پر نہیں بلکہ تحریر و تنقید کے شریکِ کار کے طور پر تیار کیا ہے۔ نوجوان لکھاری سوشل میڈیا کو ایک تربیتی میدان کے طور پر استعمال کر رہے ہیں، جہاں انہیں فوری ردِ عمل، تنقیدی آرا اور فکری تناظر میں پرورش کا موقع میسر ہے۔ اس رجحان نے اردو ادب کو صرف جامعاتی یا اشرافی طبقات کے ہاتھوں میں رہنے سے نکال کر ایک ایسی جمہوری، عوامی اور زندہ روایت کی صورت دے دی ہے، جو اپنے قاری سے براہِ راست مکالمہ کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سوشل میڈیائی اردو ادب میں شامل فلیش فکشن، نینو فکشن، بصری نظم، تبصروں اور تبادلۂ خیال کی صورتیں نہ صرف اظہاری سطح پر نئے تجربات کی نمائندگی کرتی ہیں بلکہ ادب کو ایک متحرک سماجی عمل میں بھی تبدیل کر رہی ہیں۔ ان میں موجود عصری شعور، علامتی گہرائی اور فکری تنوع اردو ادب کو ایک نئی زندگی، نئی زبان اور نئی معنویت فراہم کر رہے ہیں۔

نتیجتاً ہم کہہ سکتے ہیں کہ ڈیجیٹل اور سوشل میڈیائی اردو ادب ایک مکمل رجحان کی صورت میں ابھر چکا ہے۔ جو محض اضافی یا حاشیائی مظہر نہیں بلکہ اردو ادب کے موجودہ اور آئندہ بیانیے کا ناگزیر حصہ بن چکا ہے۔ اس رجحان کو نظر انداز کرنا نہ صرف ادبی حقیقت سے منہ موڑنے کے مترادف ہو گا بلکہ اردو ادب کی ارتقائی سمتوں کو بھی محدود کر دے گا۔ لہٰذا اس تحقیق کا مرکزی حاصل یہی ہے کہ اردو ادب ایک نئے عہد میں داخل ہو چکا ہے، جہاں اظہار، تفہیم اور تنقید کے پیرایے بدل چکے ہیں اور ان تبدیلیوں کا ادراک ہی اردو کے مستقبل کی بقا، وسعت اور معنویت کی ضمانت ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ناصر عباس نیّر، ”ادب، صارفیت اور نیا دایاں بازو“، ادبی میراث، ۳جنوری ۲۰۲۱،
https://adbimiras.com/adab-sarfiyat-aur-naya-dayan-baazu-nasir-abbas-nayyer

۲۔ ساجد حمید، ”اردو ادب پر سوشل میڈیا کے مثبت اثرات“، ادبی میراث، ۳۰جون ۲۰۲۱،
https://adbimiras.com/urdu-adab-per-social-media-k-musbat-asraat-by-sajid-hameed

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-26

۳۔خواجہ محمد اکرام الدین،"سوشل میڈیا اور اردو زبان و ادب"، ریختہ،
https://www.rekhta.org/articles/social-media-aur-urdu-zaban-o-adab-khwaja-md-ekramuddin-articles?lang=ur

۴۔ مجنوں گورکھپوری، ادب اور زندگی (علی گڑھ: اردو گھر، ۱۹۸۴ء)،۶۸۔

۵۔ ایضاً، ص ۵۱۔

۶۔علامہ محمد اقبال، "تخلیق"، مشمولہ ضربِ کلیم، کلیاتِ اقبال (لاہور: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ء)،۶۱۳۔

۷۔ شاہ دین ہمایوں، "شعرائے قوم سے خطاب"، نقل کردہ از: عبدالوحید، جدید شعرائے اردو (لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۶۹ء)، ۳۵۵۔

۸۔ گوپی چند نارنگ، "ترقی پسندی، جدیدیت، مابعد جدیدیت"، مشمولہ ادب کا بدلتا منظر نامہ: اردو مابعد جدیدیت پر مکالمہ (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء)، ۴۱۔